Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 3 No. 10 (October) (2025)

The Impact of Wars on Urdu Short Stories: A Special Study of Musharraf Mubashir's Collection "Sab Sach"

اردو افسانے پر جنگوں کے اثرات: مشرف مبشر کے افسانوی مجموعے سب سچ کا خصوصی مطالعہ

خضرہ ایم فل اسکالر،
شعبہ اردو، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی پشاور
ڈاکٹر زینت بی بی
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور
صدف حناء فضل
پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو ، شہید بے نظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی پشاور
عائشہ ،ایس ایس اردو
صمند خان کلی سکول اینڈ کالج (ایچ ایس ڈی) پشاور

Khizra
M.Phil. Scholar, Department Urdu, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar

Dr Zeenat BiBi
Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar

Sadaf Hina Fazal
PHD Scholar, Department Of Urdu, Shaheed Benazir Bhuttoo Women University Peshawar

Aisha
SS Urdu, Samand Khan Killi School and College HSD Peshawar

ABSTRACT
War, a Persian word, means battle, conflict, struggle, and turmoil. It is a bitter and inevitable reality that has been a part of human history since time immemorial. In the early stages of history, wars were often sparked by minor reasons, but in today's world, they occur under the guise of national security concerns. War is not merely a clash of weapons; behind it lies a conflict of minds, economic interests, cultural struggles, and ideological differences.The short story collection "Sub Sach" by Musharaf Mubashir presents the devastation of war and the yearning for peace. In stories like "Dhamaka", "Dhol Sepahiya", and "Tisadam", the effects of war are shown not just on soldiers but on the lives and relationships of ordinary people. The author portrays the harsh reality of war through human perspectives, where a mother loses her son, a wife loses her husband, and a sister is separated from her brother. These stories vividly depict the brutality of war and its lasting impact on the hearts and minds of the readers.

Key Words: War, Battle, Conflict, Struggle, Turmoil

"‘جنگ’ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی لڑائی، معرکہ، رزم، محاربہ، جھگڑا اور فساد کے ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی 'قومی انگریزی-اردو لغت' میں 'جنگ' کے

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 10 (October) (2025)

تحت لکھتے ہیں:"

> "اقوام کے ما بین یا ایک ہی قوم کے دو گروپوں کے درمیان جنگ یا مسلح تصادم ،عداوت اور خصومت یا فوجی جھڑپ کی حالت ،دشمنی ،علم یا فن -"(1)

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق:

> "War in the proper sense is a conflict among political groups involving hostilities of considerable duration and magnitude(2).

جنگ، معرکہ یا محاربہ انسانی معاشرت کی ایک تلخ اور ناگزیر حقیقت ہے جو ازل سے انسانی حیات کا حصہ رہی ہے۔ اگر تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر دیکھا جائے تو روئے زمین پر ہونے والی پہلی جنگ قابیل و ہابیل کے مابین وقوع پذیر ہوئی، اور تب سے آج تک یہ سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے۔ انسانی تاریخ کا سفر جنگلی زندگی سے آغاز کرتا ہے، پھر وہ زرعی مراحل سے گزرتا ہوا صنعتی ترقی کے دور میں داخل ہو چکا ہے۔ جیسے جیسے انسانی زندگی کے رنگ، صورتیں اور تقاضے بدلتے گئے، ویسے ویسے اس کے تحفظ کے طریقہ کار بھی تبدیل ہوتے چلے گئے۔ ابتدائی ادوار میں چھوٹی چھوٹی وجوہات افراد کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتی تھیں، جبکہ آج کی دنیا میں اقوام عالم اپنے قومی تحفظات کے تحت جنگ کے میدان میں صف آرا ہوتی نظر آتی ہیں۔

جنگ دراصل محض اسلحے اور طاقت کا تصادم نہیں، بلکہ اس کے پیچھے اذہان کا ٹکراؤ، معاشی مفادات کا ٹکراؤ، تہذیبی کشمکش، اور فکری و نظریاتی اختلافات کارفرما ہوتے ہیں۔ یہی پیچیدگیاں جنگ کو ایک وقتی واقعہ نہیں، بلکہ تہذیبوں کی تاریخ کا مستقل عنصر بنا دیتی ہیں۔ چونکہ ادب انسانی زندگی کا عکاس ہوتا ہے، اس لیے ادیب اور شاعر اپنے گردوپیش کے حالات، تغیرات اور واقعات سے متاثر ہو کر ان کی مختلف جہات کو اپنے تخلیقی اظہار کا حصہ بناتے ہیں۔ ان موضوعات میں خوشی، غم، محبت، نفرت، ظلم، عدل، انقلاب، اور جنگ جیسے تجربات شامل ہوتے ہیں، جنہیں وہ اپنے مخصوص ادبی اسلوب میں، چاہے وہ نثری ہو یا شعری، پیش کرتے ہیں۔افسانہ، جو اردو ادب میں مغرب سے درآمد شدہ صنف ہے، اپنے آغاز سے لے کر اب تک کئی ادبی رجحانات سے گزرا ہے۔ کسی دور میں اس میں ادب برائے مقصد کے تحت سماجی شعور بیدار کرنے کی کوشش کی گئی، تو کبھی رومانویت سے لبریز ادب برائے ادب کا چلن رہا۔ اسی طرح علامتی اور تجریدی اسلوب نے بھی افسانے کو نئی جہات عطا کیں۔ ہر عہد نے اردو افسانے کو نئے موضوعات دیے اور نئے امکانات سے روشناس کروایا۔ یہی وجہ ہے کہ اردو افسانہ ارتقائی منازل طے کرتا ہوا ستر کی دہائی میں اپنی عروج کی حالت کو پہنچا، جہاں اسے ادبی حلقوں میں وسیع پیمانے پر پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس دور میں افسانے کی دنیا میں زاہدہ حنا، منشاء یاد، انتظار حسین، اعجاز راہی، مرزا حامد بیگ اور خالدہ حسین جیسے معتبر نام ابھر کر سامنے آئے، جنہوں نے اردو افسانے کو فکری و فنی سطح پر نئی جہتیں عطا کیں۔پروفیسر افتخار اجمل کے بقول :

> "جب جب دنیا میں کوئی اہم واقعات یا جنگیں ہوئیں ، ان موضوعات

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 10 (October) (2025)

پر بھی ہمارے افسانہ نگاروں نے افسانے لکھے۔1965ء اور 1971ء کی جنگ اور اس سے پیدا ہونے والے حالات پر ہمارے افسانہ نگاروں نے قلم اٹھایا ---انہوں نے اپنے قومی درد کو اپنی تخلیقات کے زریعے پیش کیا "۔(3)

ادب اور تاریخ کے درمیان ایک لاشعوری مگر گہرا رشتہ ہمیشہ قائم رہا ہے۔ یہ دونوں انسانی تہذیب، تمدن اور ثقافت کے وہ آئینے ہیں جن میں کسی قوم یا خطے کی اجتماعی یادداشت اور شعور منعکس ہوتا ہے۔ جب ہم تاریخی حوالوں کی تلاش کرتے ہیں تو اکثر ادب ہماری رہنمائی کرتا ہے، کیونکہ ادیب نہ صرف اپنے عہد کا گواہ ہوتا ہے بلکہ اپنے قلم سے ان محسوسات و کیفیات کو بھی محفوظ کرتا ہے جو رسمی تاریخ کی کتابوں میں جگہ نہیں پاتیں۔ یوں ادب ہمیں ماضی کے ان پہلوؤں سے روشناس کرواتا ہے جو بظاہر نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔مشرف مبشر جدید افسانہ نگاری کے افق پر خیبر پختونخوا کی ایک توانا اور منفرد آواز کے طور پر ابھری ہیں۔ ان کا تخلیقی شعور نہ صرف افسانہ نگاری میں اپنا اظہار پاتا ہے بلکہ سفرنامہ نگاری میں بھی ان کی حساس طبیعت اور مشاہداتی قوت پوری شدت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ وہ اپنے ارد گرد کے حالات و واقعات کو گہرے فکری پس منظر میں دیکھتی ہیں اور انہی کی بنیاد پر اپنے افسانوں کی دنیا آباد کرتی ہیں۔ان کا افسانوی مجموعہ "سب سچ" اس بصیرت اور حساسیت کا خوبصورت مظہر ہے۔ اس مجموعے میں شامل افسانے ۔ "چاند کے اس پار"، "ستم گزیدہ ہیرے کی کنی"، "شعلے"، "سبزہ خاک"، "نورزمان"، "دھماکہ"، "ڈھول سپاہی"، اور "تصادم" ۔ محض تخلیقی بیانیے نہیں بلکہ جنگ کے ماحول اور اس سے جنم لینے والے انسانی المیوں کی تصویریں ہیں۔ ہر افسانہ ایک داخلی کرب، اجتماعی المیے اور جنگی حالات کے اثرات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جو قاری کو نہ صرف چونکاتا ہے بلکہ سوچنے پر بھی مجبور کرتا ہے۔ یہ مجموعہ اپریل 2019 میں منگل کتاب کور کے زیر اہتمام شائع ہوا اور اردو افسانے میں ایک نئی جہت کا اضافہ ثابت ہوا۔خالدہ یزدانی "مشرف مبشر کے افسانوی مجموعہ سب سچ" کے بارے میں لکھتی ہیں کہ:

" حقائق افسانوی روپ اپنا لیں تو سچ افسانے بن جاتے ہیں ۔ سب سچ میں شامل افسانے بھی حقیقت ہی کی ترجمانی کرتے ہیں ۔"(4)

مشرف مبشر کے افسانوی مجموعے سب سچ میں شامل کہانیاں مختلف ادوار کی جنگوں کے پس منظر میں تخلیق کی گئی ہیں۔ ان افسانوں میں سنہ 1971 کی پاک بھارت جنگ، پہلی اور دوسری عالمی جنگیں، روس کا افغانستان پر حملہ، اور امریکہ کی جانب سے کیے گئے ڈرون حملوں جیسے واقعات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان تخلیقات میں جنگ صرف ایک خارجی مظہر کے طور پر نہیں بلکہ انسانی المیے، نفسیاتی پیچیدگیوں اور معاشرتی انحطاط کے پس منظر میں ابھرتی ہے، جو قاری کو تاریخ کے اوراق سے پرے لے جا کر فرد کی داخلی ٹوٹ پھوٹ سے روشناس کراتی ہے۔سن 1965 کی پاک بھارت جنگ کے چند برس بعد، 1971 میں ایک اور المناک معرکہ رونما ہوا، جس نے نہ صرف پاکستان کو جانی و مالی نقصانات سے دوچار کیا بلکہ سقوطِ ڈھاکہ کی صورت میں ایک ناقابلِ فراموش سانحہ

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 10 (October) (2025)

بھی جنم دیا۔ یہ واقعہ محض ایک جنگی شکست نہ تھا، بلکہ ایک قومی المیہ تھا، جو پاکستان کے جغرافیے اور نفسیات دونوں کو ہمیشہ کے لیے بدل گیا۔ بدقسمتی سے، اس شکست کے اسباب اور اثرات آج بھی قومی شعور میں ایک ناسور کی صورت پیوست ہیں، جن کا ازالہ کبھی ممکن نہ ہو سکا۔ان ہی تلخ حقائق کی بازگشت مشرف مبشر کے افسانے چاند کے پار میں سنائی دیتی ہے، جو ان کے مجموعے کا پہلا افسانہ ہے۔ یہ کہانی 1971 کی جنگ کے پس منظر میں لکھی گئی ہے، جس میں مینو اور عاصم جیسے کردار ایک ذاتی سطح پر اس جنگ کے کرب اور اس کے المیے کو مجسم کر دیتے ہیں۔ عاصم، جو پاکستان کی عسکری قوت کا ایک سپاہی ہے، رات کی تاریکی میں ڈھاکہ ایئرپورٹ پر حملے کے دوران شہید ہو جاتا ہے۔ اس افسانے میں جنگ کا شور، بندوقوں کی گھن گرج اور دشمن کی پیش قدمی کے ساتھ ساتھ وہ خاموش چیخیں بھی سنائی دیتی ہیں جو اندر ہی اندر انسانی وجود کو چیر کر رکھ دیتی ہیں۔ یہ محض ایک جنگی افسانہ نہیں بلکہ ایک نفسیاتی مطالعہ بھی ہے، جو فرد کی شکست، محبت، قربانی اور جدائی کے ایسے پہلو آشکار کرتا ہے جو تاریخ کی کتابوں سے چھن جاتے ہیں، مگر ادب انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیتا ہے۔

> "3 اور 4 دسمبر کے درمیانی رات بھارتی طیاروں نے ڈھاکہ ائیرپورٹ پر بھر پور حملہ کیا ۔ گروپ کیپٹن عاصم اپنے اسکاڈ کے ساتھ بروقت وہاں پہنچ گیا۔ کاروائی میں ---- اس سے آگے کی مکمل خبر سنتے ہی ، مینو کے کانوں میں سیسہ پگلنے لگا۔ "(5)

زیرِ بحث افسانے میں مصنفہ نے محض جنگی مناظر کو بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے پس منظر میں چھپے انسانی جذبات، رشتوں کی ٹوٹ پھوٹ، اور نفسیاتی کرب کو گہرائی سے اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے یہ دکھایا ہے کہ میدانِ جنگ میں اگر ایک سپاہی گرتا ہے تو درحقیقت اس کے ساتھ جڑے تمام رشتے، امیدیں اور خواب بھی دم توڑ دیتے ہیں۔ شہادت کا زخم صرف جسم پر نہیں لگتا، بلکہ پیچھے رہ جانے والے دلوں پر ایسے گھاؤ چھوڑ جاتا ہے جو کبھی نہیں بھرتے۔ مصنفہ نے نہایت باریک بینی سے اس المیے کی عکاسی کی ہے کہ جنگ کے بعد صرف زمینیں خالی نہیں ہوتیں، بلکہ انسان کی باطن کی دنیا بھی سنسان ہو جاتی ہے، اور یوں پورا خاندان خاموشی کی اذیت میں مبتلا ہو کر ایک طویل نفسیاتی جنگ کا شکار ہو جاتا ہے۔

> "مینو ان حدوں سے بے نیاز ہو چکی تھی جہاں اچھی بری خبر کے معنی ہوتے ہیں ۔ محسوسات کی دنیا سے بہت پرے ہو چکی تھی ۔ (6)

مشرف مبشر ایک حقیقت پسند افسانہ نگار کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہیں، جن کے ہاں خارجی مسائل کی پیش کش نہایت بے باکی اور سچائی کے ساتھ کی گئی ہے۔ ان کا اندازِ بیان سادہ، رواں اور بیانیہ ہے، مگر اس سادگی میں ایک ایسی فکری گہرائی اور فنکارانہ چابک دستی موجود ہے جو قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کے افسانے جہاں زبان و بیان کے اعتبار سے سلیس ہیں، وہیں موضوعات کے انتخاب میں گہری بصیرت اور عصری شعور کا اظہار کرتے ہیں۔ عصری حالات

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 10 (October) (2025)

کی عکاسی ان کے ہاں نہ صرف ہنر مندی سے کی گئی ہے بلکہ اس میں جذبات کی شدت اور انسانی المیے کی تصویر کشی ان کے اسلوب کو منفرد بناتی ہے۔1971 کے المناک واقعے کے بعد مشرف مبشر نے اپنے افسانوی مجموعے میں افغانستان کی خونچکاں داستان کو چھ افسانوں میں بیان کیا ہے۔ افغانستان، جو مختلف قوموں، رنگوں اور نسلوں کا گہوارہ رہا ہے، ہمیشہ سے بیرونی طاقتوں کی مداخلت کا شکار رہا ہے۔ ان عالمی استعماری قوتوں نے اس سرزمین کی داخلی کمزوریوں اور باہمی تنازعات کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا، اور افغان عوام کو باہم ٹکرا کر اپنے تسلط کو مستحکم کیا۔ ان قوتوں میں روس اور امریکہ پیش پیش رہے، جنہوں نے اپنے سیاسی و معاشی مفادات کے لیے اس خطے کو میدانِ جنگ میں تبدیل کر دیا۔1979ء میں جب سویت یونین نے افغانستان پر چڑھائی کی، تو اس کی غرض صرف اقتدار کا قیام نہ تھا، بلکہ اس اقدام کے ذریعے وہ پاکستان کو بھی امریکی اثر سے نکال کر اپنے دائرۂ اختیار میں لانا چاہتا تھا۔ تاہم، اس جارحیت کے ردعمل میں افغانستان کے مختلف مذہبی و سیاسی گروہ، جیسے حزب اسلامی، جمعیت اسلامی، اور حرکتِ انقلاب اسلامی، میدان میں آ گئے اور ایک بھرپور مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ یہ جنگ محض عسکری معرکہ نہ رہی بلکہ ایک انسانی سانحہ بن کر ابھری، جس میں بے شمار گھر اجڑ گئے، عورتوں کی حرمتیں پامال ہوئیں، سہاگنوں کی مانگ اجڑ گئی، اور ہزاروں جوان خاک و خون میں تڑپ گئے۔ان تمام المناک واقعات کی جھلک مشرف مبشر کے افسانوں میں گہرے درد، بصیرت اور انسانی ہمدردی کے ساتھ نمایاں ہوتی ہے۔ ان کی کہانیاں صرف تاریخ کی بازگشت نہیں، بلکہ زندہ اور دھڑکتے ہوئے کرداروں کے ذریعے ان دکھوں کو امر کر دیتی ہیں، جو افغان سرزمین نے صدیوں سے برداشت کیے ہیں۔

> "میرے سامنے ادھ جلی لکڑیوں کی طرف ٹنڈ منڈ ہاتھ تھے۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ہتھیلیوں کے جوڑوں تک غائب تھیں ۔ دونوں انگوٹھے ہڈی سمیت جوڑ سے کٹے ہوئے تھے۔(7)
>
> "بارودی سرنگوں نے قندھار کے وجیہہ شہزادے کا نصف جسم ہڑپ کرلیا تھا مجاہد فرید اللہ اپنے آدھے جسم کے ساتھ جی رہا تھا۔(8)

مشرف مبشر ایک حساس اور سماج دوست تخلیق کار کے طور پر سامنے آتی ہیں، جنہوں نے اپنے افسانوں میں نہ صرف جنگ کے متاثرین کے کرب کو فنی پیرایے میں ڈھالا ہے بلکہ ایک جارح قوم کے ظلم و ستم اور کمیونسٹ نظام کی غیر انسانی بربریت پر بھی جرأت مندانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ ان کی تحریروں میں اس تلخ حقیقت کو بےنقاب کیا گیا ہے کہ جب ایک قوم دوسری قوم پر حملہ آور ہوتی ہے تو وہ محض زمین یا اقتدار پر قبضہ نہیں کرتی، بلکہ انسانیت کی اقدار کو روندتی ہوئی اس حد تک گِر جاتی ہے کہ مردوں کو نیست و نابود کرنے کے بعد عورتوں کو بھی اپنی ملکیت سمجھ کر ان کی حرمت کو پامال کرنے سے دریغ نہیں کرتی۔جنگ کی ہولناکیوں میں عورت سب سے زیادہ بےبس اور مظلوم دکھائی دیتی ہے، اور مشرف مبشر نے اسی پہلو کو اپنے افسانوی مجموعے سب سچ میں بھرپور طریقے سے نمایاں کیا ہے۔ خصوصاً ان کے دو افسانے، تصادم اور ہیرے کی کنی، اس سفاکی

کی گواہی دیتے ہیں جہاں غیر ملکی افواج کے ہاتھوں عورتوں کی عصمت دری محض ایک حادثہ نہیں بلکہ منظم ظلم کی ایک شکل بن کر سامنے آتی ہے۔ ان کہانیوں میں عورت نہ صرف جسمانی اذیت کا نشانہ بنتی ہے بلکہ اس کی روح تک زخمی ہو جاتی ہے، اور یوں مصنفہ نے جنگ کے پس منظر میں عورت کے دکھ کو ایک ابدی نوحہ بنا کر پیش کیا ہے۔

"۔ میرا ساتھی فوجی ، اس کی جوان بہن کو زبر دستی کھینچتا ہوا گھاٹی میں اتر گیا تھا۔ میں ساری بات سمجھ گیا۔ بچی کا ہاتھ پکڑے تیزی سے اس جانب بڑھا۔ بچی ان اترائیوں کی عادی تھی۔ بڑی پھرتی سے مجھ سے آگے آگے اترتی چلی گئی۔ دور سے ایک ہیولہ دکھائی دیا۔ میری تو اپنی جون بدل چکی تھی۔ چیتے کی سی تیزی کے ساتھ ، اس پر جھپٹ پڑا۔ بے اختیار میرا ہاتھ پیٹی میں اڑسے ہوئے پستول پر پڑا۔ میں نے اُس پر فائز کر دیئے۔ اوندھے منہ پتھر پر گرا۔ سینے سے ابلتے لہونے سبزے پر گلکاری کر دی۔ میرے لئے ایسے مناظر بے معنی تھے۔ میں ان کا عادی ہو چکا تھا۔"(9)

اس حوالے سے ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

"وہ اسے دبوچنے نیچے جھکا۔ لڑکی کے خوفزدہ چہرے پر بے بسی کے سائے اور زیادہ گھرے ہو گئے۔ وہ اپنا بچاؤ نہ پاکر اپنے آپ کو کھیلتے ہوئے، پیچھے ہٹنے لگی۔ سر سے ڈھلکی چادر کو ایک ہی جھٹکے سے شانوں سے گرادیا۔ اور پلک جھپکنے میں نیچے گہری کھائی میں سر کے بل جھٹکا کھا کر کود گئی۔"(10)

مشرف مبشر نے اپنے افسانوی بیانیے میں جن کرب ناک واقعات کو قلم بند کیا ہے، وہ محض چند افراد یا گھروں کی داستان نہیں بلکہ افغانستان کی سرزمین پر بیتے اجتماعی المیے کا آئینہ دار ہیں۔ ان کے افسانوں میں عورت کی عفت و عصمت پر ہونے والے حملے، محض ایک فرد کی تذلیل نہیں بلکہ ایک پوری قوم کی بے بسی کا استعارہ بن کر ابھرتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جو ہر دوسرے افغان گھر کی دہلیز پر اپنے زخم لیے کھڑی ہے، جہاں معصوم لڑکیوں نے اپنی عصمت بچانے کی خاطر خودکشی جیسا کربناک فیصلہ کیا، اور کئی ایسی بھی تھیں جو روسی افواج کی درندگی کا نشانہ بن کر خاموش گواہی میں بدل گئیں۔مصنفہ نے نہایت حساسیت کے ساتھ ان واقعات کو نہ صرف دکھایا بلکہ ان کے پس منظر میں چھپی وہ جدوجہد بھی نمایاں کی ہے جو انسان اپنی بقا، عزت اور آزادی کے لیے کرتا ہے۔ ان کے افسانے محض ظلم کی روداد نہیں بلکہ ہجرت جیسے کٹھن عمل کی بھی سچی ترجمانی کرتے ہیں۔ ہجرت، جو بظاہر ایک جغرافیائی تبدیلی ہے، درحقیقت روح پر گہرا زخم ہے، جو صرف وہی محسوس کر سکتا ہے جو اپنے وطن، گھر اور شناخت سے محروم ہو۔افسانہ ستم گزیدہ میں ایک قیدی کے فرار کی کہانی محض ایک شخص کی بھاگ دوڑ نہیں بلکہ انسانی وجود کی بقا اور آزادی کے لیے کی جانے والی مسلسل جدوجہد کی علامت ہے۔ مشرف مبشر نے نہایت باریک بینی سے اس حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ جب جان، مال، اور عزت داؤ پر لگ جائیں، تو انسان ہر سرحد عبور کرنے اور ہر دیوار گرانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ افسانہ فرد کے ساتھ ساتھ

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol. 3 No. 10 (October) (2025)
ایک پورے معاشرے کی جدوجہدِ نجات کا علامتی بیان بن کر قاری کے دل پر دیرپا اثر چھوڑتا ہے۔

"ابھرتی ڈوبتی آواز سماعت سے ہو کر بدن میں مدھم مدھم حرارت جگانے لگی۔ میں مردوں کے انبوہ سے سرکنے لگا۔ کب دن چڑھا، دو پہر ڈھلی اور شام پھیلی رات کے اندھیرے اور صبح کے اجالے سے بے خبر یونہی سر کتا رہا۔ میرا خدا مجھ پر مہربان تھا۔ آیت کریمہ کا ورد کرتا رہا۔ آزمائیشوں کے پیٹ سے کب ساحل پر آیا۔ کچھ معلوم نہیں۔ فطرت کی مہر بان گود نے رگ رگ میں زندگی کی نمو جگادی ۔ شاید کدو کی بیلیں مجھے اپنے ملائم آنچل میں چھپائے رکھی تھیں۔۔۔ پھر کسی روز آس پاس سرسراہٹ ہوئی بلکی بلکی مہک بدن میں گھلنے لگی۔ مدھم روشنیاں قریب آتی گئیں۔میں جینے لگا۔۔۔ آہستہ آہستہ جینے لگا۔۔۔ اور جی رہا ہوں۔(10)"

مشرف مبشر کے افسانوی مجموعے میں شامل افسانہ ڈھول سپاہیا پہلی جنگ عظیم کے پس منظر میں تحریر کردہ ایک گہرے اثرات کا حامل بیانیہ ہے، جو تاریخ کے اس المناک باب کو ادبی قالب میں ڈھالتا ہے۔ پہلی جنگ عظیم کو انسانی تاریخ کی سب سے ہولناک اور تباہ کن جنگوں میں شمار کیا جاتا ہے، جس کا دورانیہ چار سال پر محیط رہا اور جس میں کروڑوں انسان خاک و خون میں تڑپتے نظر آئے۔ اس جنگ نے نہ صرف محاذوں پر لڑنے والے سپاہیوں کو نیست و نابود کیا بلکہ انسانی شعور، تمدن اور اقدار کو بھی لرزا کر رکھ دیاڈھول سپاہیا ایک ایسے سپاہی کی داستان ہے جو جنگ عظیم اول کے بھڑکتے الاؤ سے بچ نکلتا ہے، لیکن اس کے وجود پر وقت اور جنگ کے ایسے گہرے زخم ثبت ہو چکے ہوتے ہیں جو صرف جسمانی نہیں بلکہ روحانی اذیت کا نشان بن جاتے ہیں۔ مشرف مبشر نے اس کردار کے ذریعے اس عہد کی اجتماعی یادداشت کو زندہ کیا ہے، جہاں جنگ کے طبل تو بند ہو چکے تھے مگر ان کی گونج انسانی ذہنوں میں دیر تک سنائی دیتی رہی۔ یہ افسانہ نہ صرف ایک فرد کی بقا کی کہانی ہے بلکہ جنگ کے بھیانک چہرے کو بے نقاب کرتا ہوا ایک نوحہ ہے جو تاریخ کی گہرائیوں سے ابھرتا ہے اور قاری کے دل و دماغ پر اپنے نقوش چھوڑ جاتا ہے۔

"پہلی جنگ عظیم چھڑ چکی تھی ۔ برٹش رائل نیوی میں بھرتی کے لیے عام اعلان سنا ، میں نے اس دن ٹریننگ اکیڈمی جوائن کر لی۔ مختصر سی تربیت مکمل ہوتے ہی اتحادی افواج میں شمولیت ہو گئی وہ ایک بہت ہی اداس شام تھی ۔ "(11)

انسان اپنی فطرت میں ایک سماجی وجود رکھتا ہے، جو تنہائی سے وحشت کھاتا ہے اور رشتوں کی گرمی میں پناہ ڈھونڈتا ہے۔ خالقِ کائنات نے اس کے مزاج میں تعلق، محبت اور وابستگی کے عناصر اس طرح سمو دیے ہیں کہ وہ سماج کے بغیر ادھورا محسوس ہوتا ہے۔ مگر اسی انسان کے اندر ایک جستجو پسند روح بھی سانس لیتی ہے، جو اکثر اپنی ذات کے مفاد میں ایسے تجربات کی طرف قدم بڑھاتی ہے، جو انجام کے اعتبار سے اذیت ناک ثابت ہوتے ہیں۔ انہی اذیتوں سے نجات کی خاطر انسان رشتوں کی بندش کو اپنی بقا کا ضامن سمجھتا ہے، کیونکہ یہ بندھن اسے جینے کا جواز اور زندگی کی معنویت عطا کرتے ہیں۔مشرف مبشر کا افسانہ "ڈھول سپاہیا"

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146

Vol. 3 No. 10 (October) (2025)

دوسری جنگ عظیم کے پس منظر میں تحریر کردہ ایک ایسی کہانی ہے، جو سماجی انقطاع اور انسانی تنہائی کے مہلک اثرات کو آشکار کرتی ہے۔ اس افسانے میں وہ کرب نمایاں ہے جو سماج سے کٹے ہوئے انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے۔ زندگی اگرچہ باقی ہوتی ہے، مگر اس میں جینے کی تمنا دم توڑ چکی ہوتی ہے، اور انسان موت کو نجات تصور کرنے لگتا ہے۔ یہ وہ تاریک پہلو ہے جو مغربی معاشرے کے کئی گوشوں میں نہایت شدت سے موجود ہے اور جسے مشرف مبشر نے نہایت فنی مہارت سے اپنی تخلیق میں سمویا ہے۔

> "اس چبوترے پر کندہ سارے نام میرے ساتھیوں کے ہیں ۔ یہ میرے سکول فیلوز تھے ۔ جنگ میں یہ سب مارے گئے۔ فیلن ہیلی کے جانبازوں کی یادگار---یہ میرے دوست کی یاد گار ہے یہ مجھے تنہا کر کے چلے گئے ۔ آج ان کے لیے اپنی محبتوں اور یادوں کے گلاب لایا ہوں۔ شاید ان کے یہ میرا آخری نذرانہ ہو میری ماں اور فلورا بھی مجھ سے جدا ہو چکی ہے میں اکیلا نہیں جی سکتا --- اور نہیں جی سکتا ۔ "(12)

علاوہ ازیں ، مذکورہ افسانوی مجموعے میں شامل افسانہ "دھماکہ" ایک نہایت دلخراش اور حقیقت پر مبنی واقعے کی عکاسی کرتا ہے، جو 2006ء میں ڈمہ ڈولہ کے مقام پر ایک دینی مدرسے پر ہونے والے خود کش حملے کے تناظر میں تخلیق کیا گیا ہے۔ اس ہولناک سانحے میں بے شمار معصوم اور بے گناہ جانیں ناحق چلی گئیں۔ ان شہادتوں کا الم انگیز اثر نہ صرف متاثرہ خاندانوں پر ہوا بلکہ معاشرے کے حساس اذہان پر بھی گہرے نقوش چھوڑ گیا۔افسانے کا مرکزی کردار نیاز گل اسی المیے کا ایک پژمردہ عکس ہے، جو اس سانحے کے بعد شدید ذہنی اذیت اور اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کی شخصیت رفتہ رفتہ سماجی رشتوں سے کٹنے لگتی ہے، اور وہ تنہائی، کرب اور ذہنی الجھنوں کے باعث ایک ایسے راستے پر چل نکلتا ہے، جو بالآخر اسے ملک دشمن عناصر کے ہاتھوں میں دے دیتا ہے۔ مشرف مبشر نے اس افسانے کے ذریعے اس تلخ حقیقت کو اجاگر کیا ہے کہ جب ریاستی اور سماجی سطح پر کسی سانحے کے اثرات کو سنبھالا نہ جائے، تو وہ کس طرح ایک فرد کی سوچ، شناخت اور انجام کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔

> "ڈمہ ڈولہ" میں میزائل داغے جانے کی خبر سنتے ہی گرم چائے کا پیالہ ہاتھ سے چھلک کر پاؤں کو جلتا ہوا نیاز گل کے دل میں جلن بھر گیا ۔ اس خبر نے اس کے معصوم دل کے اندر آگ بھڑکا دی۔اس درد کی تپش کم نہ ہوئی تھی کہ پہاڑی علاقہ سے گزرتی بارات پر میزائل گرنے کی خبر نے بھونچکا کردیا ۔ ٹرانزسٹر سے وقتاً فوقتاً تواتر سے ایسی خبریں دل چھلنی کر دیتیں۔ مدرسے پر میزائل گرنے اور معصوم بچوں کے جل جانے کے اندوہناک خبر نے نیاز گل کو گم صم کردیا ۔ کھانے پینے کا ہوش نہ بنسری کا ، اپنی سفید بکری گلو کی بھی خبر نہ تھی --------------کافی دنوں بعد گھر سے باہر نکلا ------اچانک کندھے پر ایک مضبوط ہاتھ کی گرفت محسوس ہوئی اونچے قد کے نوجوان سے آنکھیں ملیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ۔ مقامی لباس میں وہ نوجوان

اپنے لوگوں سے زرا الگ الگ سا لگا - ---------- دونوں میں باتیں
کم ہوئیں لیکن فاصلہ زیادہ طے ہوا اور اسی طرح خاموش ملاقاتوں
کا سلسلہ بڑھنے لگا - (13)

قصہ مختصر، مشرف مبشر کے افسانوی مجموعے سب سچ میں جنگ کی ہلاکت خیزی اور امن کی شدید آرزو کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ان افسانوں میں یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ جنگ کسی ایک ملک، خطے یا قوم کی سرحدوں تک محدود نہیں رہتی، بلکہ وہ انسانی وجود کے ہر گوشے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔ یہ صرف سیاسی یا عسکری نقصان نہیں، بلکہ ایک تہذیبی، ثقافتی اور سماجی سانحہ ہوتا ہے جو فرد کی روح تک کو مجروح کر دیتا ہے۔مشرف مبشر نے دکھایا ہے کہ جنگ کا دائرہ کار محض میدانِ کارزار تک محدود نہیں، بلکہ اس کی تپش گھروں کے آنگن تک جا پہنچتی ہے۔ ایک ماں اپنی گود اجڑتے دیکھتی ہے، ایک بہن بھائی کی جدائی کا کرب سہتی ہے، اور ایک بیوی سہاگ کے چھن جانے کے بعد نہ صرف تنہائی کا دکھ جھیلتی ہے بلکہ عزت و ناموس کے پامال ہونے کا اندوہ بھی سہتی ہے۔ یہ تمام مناظر جنگ کی سفاک حقیقت کو بے نقاب کرتے ہیں، جہاں انسانیت مات کھا جاتی ہے اور رشتوں کی حرمت مٹی میں مل جاتی ہے۔ مشرف مبشر نے ان افسانوں کے ذریعے جنگ کی وحشت کو انسانی زاویے سے دیکھنے کی سعی کی ہے، جو قاری کے دل و دماغ پر دیرپا اثر چھوڑتی ہے۔

حوالہ جات

1-جمیل جالبی ،ڈاکٹر: قومی انگریزی اردو لغت ،مقتدرہ قومی زبان ،2006ء
2- The New Encyclopaedia Britannica,vol.29, encyclopaedia Britannica inc.,1987.
3-افتخار اجمل شاہین ،پروفیسر،اردو افسانے پر ایک نظر،مشمولہ نیا اردو افسانہ،ص 382
4- خالد یزدانی ،روزنامہ نوائے وقت ،سنڈے میگزین 19 مئ 2019
5- مشرف مبشر ، " سب سچ، منگل کتاب کور توحید پلازہ محلہ جنگی ، پشاور، اپریل 2019، ص: 33،34
6-ایضاً،ص:53
7-ایضاً،ص:46
8-ایضاً،ص:87
9-ایضاً،ص:32
10-ایضاً، ص:28
11-ایضاً،ص:76،77
12-ایضاً،ص:64،65
13-ایضاً:90

Refrences

Jameel Jalibi, Dr.: National English-Urdu Dictionary, National Language Authority, 2006.

The New Encyclopaedia Britannica, Vol. 29, Encyclopaedia Britannica Inc., 1987.
Iftikhar Ajmal Shaheen, Professor: "A Look at the Urdu Short Story", included in Naya Urdu Afsana, p. 382.
Khalid Yazdani, Daily Nawa-i-Waqt, Sunday Magazine, 19 May 2019.
Musharraf Mubashar, Sab Sach, Mangal Book Corner, Tauheed Plaza, Mohallah Jangi, Peshawar, April 2019, pp. 33–34.
Ibid, p. 53
Ibid, p. 46
Ibid, p. 87
Ibid, p. 32
Ibid, p. 28
Ibid, pp. 76–77.
Ibid, pp. 64–65.
Ibid, p. 90